S-2002-1-449-457

عدالت عظمیٰ رپورٹس 2002 ضمنی 1 ایس سی آر

دھرو گرین فیلڈ لمیٹڈ۔

بنام۔

ھکم سنگھ اور دیگران

5 اگست 2002

سید شاہ محمد قادری اور ایس این واریاوا، جسٹسز۔

پنجاب ویلیج کامن لینڈز (ضابطہ) ایکٹ، 1961-دفعہ 13 جسے دفعہ 10 اے کے ساتھ پڑھا جاتا ہے-پنچایت کی طرف سے دی گئی زمین کے پٹہ کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرنے والے مقدمے کی سماعت کے لیے سول عدالت کا دائرہ اختیار-چاہے اس پر پابندی ہو-ہو، کیونکہ زمین کے پٹہ کی قانونی حیثیت کا فیصلہ افسر مال کے ذریعے کرنا ضروری ہے-ایسے معاملات کے سلسلے میں سول عدالت کا دائرہ اختیار ممنوع ہے۔

جواب دہندگان نے پنچایت کی طرف سے دی گئی زمین کے پٹہ کے جواز اور نیلامی کی قانونی حیثیت کو بھی چیلنج کرتے ہوئے مقدمہ دائر کیا۔ٹرائل کورٹ نے یہ کہتے ہوئے مقدمہ خارج کر دیا کہ سول عدالت کے پاس مقدمے کی سماعت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔تاہم، پہلے اپیلیٹ کورٹ نے اس مقدمے کا فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ سول عدالت کا دائرہ اختیار ہے۔ناراض، اپیل کنندہ نے دوسری اپیل دائر کی جسے مسترد کر دیا گیا۔اس لیے موجودہ اپیل۔

اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ چونکہ پٹہ کی میعاد کا فیصلہ فرسٹ گریڈ کے اسسٹنٹ کلکٹر کو ایکٹ کی دفعہ 10-اے (2)(iii) کے تحت کرنا ضروری ہے، اس لیے سول عدالت کے دائرہ اختیار کو اس کی دفعہ 13 سے روک دیا گیا ہے۔

جواب دہندگان نے استدلال کیا کہ پنجاب ویلیج کامن لینڈ (ضابطہ) قواعد، 1964 کے تحت زمین کا پٹہ صرف پانچ سال سے زیادہ کی مدت کے لیے دیا جا سکتا ہے لیکن متنازعہ پٹہ دس سال کے لیے دیا گیا تھا اور اگرچہ نیلامی کا نوٹس نیلامی کی تاریخ سے پندرہ دن پہلے جاری کرنا ضروری تھا، لیکن دعوے کی زمین کے پٹہ کے لیے نیلامی کے تینوں نوٹس، قاعدہ 6 کے ذیلی قاعدے (10) کے مطابق نہیں تھے، جو کہ مختصر مدت کے لیے تھا، اس لیے گرام پنچایت کی طرف سے دیا گیا پٹہ مکمل طور پر غیر قانونی، کالعدم اور بغیر کسی قانونی نتیجے کے ہوگا اور اس لیے سول عدالت کو یہ کرنا پڑے گا کہ مقدمے کی تفریح کے لیے دائرہ اختیار۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد:.1.1 پنجاب ویلیج کامن لینڈ (ریگولیشن) ایکٹ 1961 کی دفعہ 10-اے کی ذیلی دفعات (1) اور (2) کو مشترکہ طور پر پڑھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کوئی بھی معاملہ جو ایکٹ یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد کی دفعات کی خلاف

ورزی کا مسئلہ اٹھاتا ہے جس میں دھوکہ دہی یا حقائق کو چھپانے یا یہاں تک کہ پنچایت کے مفادات کے لیے نقصان دہ ہونے کے نتیجے میں پٹہ پر داخل ہونے کا سوال بھی شامل ہے، اس کا فیصلہ فرسٹ گریڈ کے اسسٹنٹ کلکٹر کے ذریعے کیا جانا ضروری ہے۔ دفعہ 13 (بی) کی دفعات کے پیش نظر کسی بھی معاملے کے سلسلے میں جس کا تعین کرنے کا اختیار کسی ریونیو عدالت، افسر یا اتھارٹی کو اس ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت دیا گیا ہے؛ یا دفعہ 13 (سی) کے تحت کسی بھی ریونیو عدالت، افسر یا اتھارٹی کے ذریعے کی گئی کسی کارروائی یا معاملے کی قانونی حیثیت پر سوال اٹھانا جو ایکٹ کے تحت ایسا کرنے کا اختیار رکھتی ہے، اس طرح کے سوالات پر غور کرنے اور فیصلہ سنانے کے لیے سول عدالت کے دائرہ اختیار کو واضح طور پر روک دیا گیا ہے۔(457- بی-ڈی؛ 454-ای،ایف)

1.2. فوری معاملے میں، عدالت عالیہ نے پہلے اپیلیٹ کورٹ کے اس حکم کو برقرار رکھتے ہوئے غلطی کی کہ سول عدالت کو مقدمے میں مذکورہ سوالات پر غور کرنے اور فیصلہ سنانے کا دائرہ اختیار حاصل ہے۔ اس طرح عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ تاہم، یہ جواب دہندہ-مدعیوں کو ایکٹ کے تحت متعلقہ اتھارٹی سے ازالہ طلب کرنے سے نہیں روکے گا۔ (457-ای،ایف)

2. مقدمہ کے حقائق اور حالات پر اعتراض شدہ پٹہ منظوری کو غیر قانونی قرار دیا جاسکتا ہے لیکن اسے کالعدم نہیں کہا جاسکتا۔(457-ڈی)

میسرز کملا ملز لمیٹڈ بنام ریاست بمبئی، اے آئی آر (1965) ایس سی 1942 اور لالہ رام سوروپ اور دیگران بنام شکار چند اور انر۔(1966) 2 ایس سی آر 553، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 2002 کی دیوانی اپیل نمبر 4565۔

ایس۔اے۔او۔ 28/2000 میں پنجاب اور ہریانہ کی عدالت عالیہ کے مورخہ 16.8.2001 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے منوج سوروپ اور ہیرین داس۔

جواب دہندہ کے لیے اوبجیت بھٹاچارجی، وجے شرما اور اتانو سائیکیا۔

عدالت کا فیصلہ سنایا گیا

سید شاہ محمد قادری جسٹس: فریقین کی طرف سے فاضل وکلاء کو سنا۔

اجازت دی جاتی ہے۔

16 اگست 2001 کو 2000 کے ایس اے او میں چنڈی گڑھ میں پنجاب اور ہریانہ کی عدالت عالیہ کے ایک فاضل واحد کے فیصلے اور حکم پر مقدمے میں پہلے جواب دہندہ کی طرف سے دائر اس اپیل میں حملہ کیا گیا ہے۔

ہمارے غور وفکر کے لیے جو مختصر سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے: کیا ایکٹ کے دفعہ 10-اے کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 13 کی دفعات جواب دہندہ کی طرف سے دائر مقدمے کی سماعت کے لیے سول عدالت کے دائرہ اختیار کو روکتی ہیں۔

سوال کو جنم دینے والے حقائق کی صورتحال کو یہاں دیکھا جا سکتا ہے۔اپیل جواب دہندگان (مدعی) کی طرف سے نمائندہ حیثیت میں دائر کیے گئے مقدمے سے پیدا ہوتی ہے، جس میں ضلع فرید آباد کی تحصیل ہاتھن کے گاؤں مدنا کا کی ریونیو اسٹیٹ کے اندر واقع 280 کنال کی زمین کے پٹہ کے جواز کو چیلنج کیا گیا ہے (مختصر طور پر، دعوے کی زمین)، جسے گرام پنچایت مدنا کا نے 1 اکتوبر 1997 کو اپیل کنندہ کے حق میں 10 لاکھ روپے میں 10 سال کی مدت کے لیے دی تھی۔ یہ الزام لگایا گیا ہے کہ یہ پٹہ پنجاب ویلج کامن لینڈ (ریگولیشن) ایکٹ، 1961 (جسے اس فیصلے میں 'ایکٹ' کہا گیا ہے) اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کی خلاف ورزی ہے۔اپیل کنندہ (جواب دہندہ) کی عرضی، دیگر باتوں کے ساتھ، یہ ہے کہ سول عدالت کو ایکٹ کی دفعات 10-اے اور 13 کی دفعات کے پیش نظر مقدمے کی سماعت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔

26 جولائی 2000 کو، فاضل ٹرائل جج نے اس مقدمے کو یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا کہ سول عدالت کو اس مقدمے کی سماعت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔تاہم، اپیل پر پہلی اپیلٹ عدالت نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ سول عدالت کا دائرہ اختیار ہے اور اس کے مطابق 5 ستمبر 2000 کے اپنے فیصلے اور ڈگری ذریعے جواب دہندہ کے مقدمے کا حکم دینے والی اپیل کی اجازت دی، جس پر دوسری اپیل، 2000 کی ایس اے او نمبر 28 میں اپیل کنندہ کے ذریعے چنڈی گڑھ میں پنجاب اور ہریانہ کی عدالت عالیہ میں حملہ کیا گیا تھا۔دوسری اپیل 16 اگست 2001 کو مسترد کر دی گئی۔عدالت عالیہ کے اس فیصلے اور حکم کو اس اپیل میں چیلنج کیا گیا ہے۔

اپیل گزار کے لیے فاضل وکیل جناب منوج سوروپ کی طرف سے زور دی گئی بنیادی دلیل ہے کہ چونکہ پٹہ کی میعاد کا فیصلہ فرسٹ گریڈ کے اسسٹنٹ کلکٹر کے ذریعے ایکٹ کی دفعہ 10-اے(2)(iii) کے تحت کرنا ضروری ہے، اس لیے سول عدالت کے دائرہ پٹہ کو اس کی دفعہ 13 مسٹر اویجیت بھٹا چارجی کے ذریعے روک دیا گیا ہے۔جواب دہندگان کے وکیل نے پنجاب ویلج کامن لینڈ (ضوابط) قاعدہ، 1964 (مختصر طور پر 'قاعدہ') کے قاعدہ 6 کے ذیلی قاعدہ (2) اور ذیلی قاعدہ (10) کی دفعات کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی اور دلیل دی کہ چونکہ زمین کا پٹہ قواعد کے تحت صرف پانچ سال سے زیادہ کی مدت کے لیے نہیں دیا جا سکتا لیکن اعتراض شدہ پٹہ دس سال کے لیے دی گئی تھی اور اگرچہ نیلامی کا نوٹس نیلامی کی تاریخ سے پندرہ دن پہلے جاری کرنا ضروری تھا، لیکن دعویٰ اراضی کے پٹہ کے لیے نیلامی کے تینوں نوٹس مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ذیلی قاعدہ (10) کے ساتھ، مختصر مدت کے لیے ہونے کی وجہ سے، اس طرح گرام پنچایت کی طرف سے دی گئی لیز مکمل طور پر غیر قانونی، کالعدم اور بغیر کسی قانونی نتیجے کے ہوگی اور اس لیے، سول عدالت کو مقدمے کی سماعت کرنے اور اس میں اٹھائے گئے تنازعات کا فیصلہ کرنے کا دائرہ پٹہ ہوگا۔

دیوانی نوعیت کے تمام مقدمات کی سماعت کے لیے عدالتوں کا دائرہ اختیار بہت وسیع ہے جیسا کہ ضابطہ دیوانی کے دفعہ 9 کی سادہ زبان سے ظاہر ہوتا ہے۔(.9 عدالتیں تمام دیوانی مقدمات کی سماعت کریں جب تک کہ اس پر پابندی نہ ہو۔- عدالتوں کو (یہاں موجود دفعات کے تابع) دیوانی نوعیت کے تمام مقدمات کی سماعت کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہوگا سوائے ان مقدمات کے جن کا ادراک یا تو واضح طور پر یا مضمر طور پر ممنوع ہے۔

وضاحت-I۔ایک مقدمہ جس میں جائیداد یا عہدے کے حق کا مقابلہ کیا جاتا ہے وہ دیوانی نوعیت کا مقدمہ ہے، اس کے باوجود کہ

ایسا حق مکمل طور پر مذہبی رسومات یا تقریبات کے بارے میں سوالات کے فیصلے پر منحصر ہوسکتا ہے۔
وضاحت-II۔اس دفعہ کے مقاصد کے لیے، اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وضاحت I میں مذکور دفتر سے کوئی فیس منسلک ہے یا نہیں۔ میں یا ایسا دفتر کسی خاص جگہ پر پہنچا ہے یا نہیں۔) یہ اصول جہاں حق وہاں مدعاوا کی وجہ سے ہے (جہاں ایک حق ہے وہاں ایک مدعاوا ہے)۔ یہ صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب کسی مخصوص قسم کے مقدمے کی سماعت کو کسی قانون کے ذریعے واضح یا مضمر طور پر روک دیا جاتا ہے کہ سول عدالت کے دائرہ اختیار کو اس طرح کے مقدمے کی سماعت کے لیے خارج کر دیا جائے گا۔ عام اصول یہ ہے کہ سول عدالتوں کے دائرہ اختیار کو چھوڑ کر کسی قانون کی سختی سے تشریح کی جانی چاہیے۔

یہ سوال کہ کب اور کن حالات میں، دیوانی نوعیت کے مقدمے کو خصوصی قانون کے ذریعے روک دیا جا سکتا ہے، غیر متنازعہ معاملہ نہیں ہے۔ امیسرز کملا ملز لمیٹڈ بنام ریاست بمبئی، اے آئی آر (1965) ایس سی 1942، اس عدالت کے سات ججوں کے بنچ نے اس اصول کو اس طرح بیان کیا:

"سول عدالتوں کے دائرہ اختیار کو واضح طور پر یا ضروری مضمرات سے خارج کرنے کے سوال پر، ہر معاملے میں، اس آئینی شق میں استعمال ہونے والے الفاظ کی روشنی میں، جس پر عرضی رکھی گئی ہے، متعلقہ توضیع اسکیم، ان کا مقصد اور ان کے مقصد پر غور کیا جانا چاہیے۔

جب بھی کسی سول عدالت کے سامنے یہ عرضی اٹھائی جاتی ہے کہ اس کے دائرہ اختیار کو یا تو واضح طور پر خارج کر دیا گیا ہے یا دیوانی نوعیت کے دعووں کو قبول کرنے کے لیے ضروری اثر ہے، تو عدالت فطری طور پر اس بات پر غور کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے کہ آیا کسی خصوصی قانون کے ذریعے تجویز کردہ متبادل شق کے ذریعے توضیع کردہ مدعاوا کافی ہے یا کافی۔ جہاں سول عدالت کے دائرہ اختیار کو خارج کرنے کے لیے واضح طور پر فراہم کیا گیا ہے، زیر بحث قانون کی اسکیم کے بارے میں غور اور اس کے ذریعے فراہم کردہ علاج کی مناسبیت یا کافیت متعلقہ ہوسکتی ہے، تاہم یہ فیصلہ کن نہیں ہوسکتا۔ لیکن جب خارج کرنے کی استدعا ضروری مضمرات کے طور پر کی جاتی ہے۔ اس طرح کے خیالات بہت اہم ہوں گے، اور قابل فہم حالات میں، فیصلہ کن بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی قانون کوئی خاص حق یا ذمہ داری پیدا کرتا ہے اور اس حق اور ذمہ داری کے تعین کا بندوبست کرتا ہے جس سے نمٹنے کے لیے اس سلسلے میں خصوصی طور پر تشکیل شدہ ٹریبونلز ہوتے ہیں، اور یہ مزید بتاتا ہے کہ مذکورہ حق اور ذمہ داری کے بارے میں تمام سوالات کا تعین اس طرح تشکیل شدہ ٹریبونلز کے ذریعے کیا جائے گا، تو یہ پوچھ گچھ کرنا مناسب ہے کہ آیا علاج، جو عام طور پر سول عدالتوں میں کارروائیوں سے وابستہ ہوتے ہیں، مذکورہ قانون کے ذریعے تجویز کیے جاتے ہیں یا نہیں۔

اس فیصلے کی پیروی لالہ رام سوروپ اور دیگران بنام شکار چند اور انر۔ (1966) 2 ایس سی آر 553 میں کی گئی وہاں چیف جسٹس گجیندر گڈکر نے اس عدالت کی آئینی بنچ کی طرف سے بات کرتے ہوئے درج ذیل جانچ وضع کیے:

"سول عدالتوں کے دائرہ اختیار کو خارج کرنے کے بارے میں سوال سے نمٹنے کے لیے اکثر متعلقہ سمجھے جانے والے دو جانچ یہ ہیں کہ (a) کیا خصوصی قانون جس میں اس طرح کے دائرہ اختیار کو خارج کیا گیا ہے اس نے اس ارادے کی نشاندہی کرنے والے واضح اور غیر واضح زخموں کا استعمال کیا ہے، اور (b) کیا یہ قانون کسی فریق کو مناسب اور تسلی بخش متبادل علاج

فراہم کرتا ہے جو اس کی مادی دفعات کے تحت متعلقہ حکم سے متاثر ہوسکتا ہے۔ان جانچوں کو لاگو کرتے ہوئے یہ نتیجہ ناگزیر ہے کہ سول عدالتوں کے دائرہ اختیار کو خارج کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔

X X X X X X X X

سول عدالتوں کے دائرہ اختیار کو چھوڑ کر بار ایسے معاملات میں کام نہیں کر سکتا جہاں سول عدالت کے سامنے اٹھائی گئی عرضی معاملے کی جڑ تک جاتی ہے اور اگر اسے برقرار رکھا جاتا ہے تو یہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اعتراض شدہ حکم کالعدم ہے۔"

مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں، درج ذیل اصولوں کو دوبارہ بیان کیا جاسکتا ہے:

(1) اگر کسی خصوصی قانون میں واضح توضیع موجود ہے جو کسی سول عدالت کے دائرہ اختیار کو اس کے تحت مخصوص معاملات سے نمٹنے سے روکتا ہے تو عام سول عدالت کا دائرہ اختیار خارج ہو جائے گا۔

(2) اگر ایکٹ میں کوئی واضح شق نہیں ہے لیکن اس میں موجود دفعات کا جائزہ سول عدالت کے دائرہ اختیار کو خارج کرنے کے حوالے سے کسی نتیجے پر پہنچتا ہے، تو عدالت اس بات کی تحقیقات کرے گی کہ آیا ایکٹ کے تحت کوئی مناسب اور موثر متبادل علاج توضیع کیا گیا ہے۔ اگر جواب مثبت ہے، تو یہ محفوظ طریقے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ سول عدالت کا دائرہ اختیار ممنوع ہے، تاہم، اگر ایسا کوئی مناسب اور موثر متبادل علاج توضیع نہیں کیا گیا ہے تو سول عدالت کے دائرہ اختیار کو خارج کرنے کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

(3) یہاں تک کہ ایسے معاملات میں بھی جہاں سول عدالت کے دائرہ اختیار کو واضح طور پر یا مضمر طور پر روک دیا گیا ہے، عدالت اس کے باوجود مقدمے کی سماعت اور فیصلہ سنانے کے لیے اپنا دائرہ اختیار برقرار رکھے گی بشرطیکہ شکایت شدہ حکم کالعدم ہو۔

مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں ہم اس معاملے میں ایکٹ کی متعلقہ دفعات کا جائزہ لینے کے لیے آگے بڑھیں گے۔

ایکٹ کے دفعہ 13 کا حوالہ دینا مناسب ہوگا جو مقدمے کو روکتا ہے۔ مذکورہ شق توضیع ذیل ہے:

'' 13. دائرہ اختیار کی بار- کسی بھی سول عدالت کا دائرہ اختیار نہیں ہوگا:-

(a) کسی بھی سوال پر غور کرنا یا فیصلہ کرنا چاہے-

(i) کوئی زمین یا دیگر غیر منقولہ جائیداد شاملات دہ ہے یا نہیں۔

(ii) کوئی بھی زمین یا دیگر غیر منقولہ جائیداد یا اس طرح کی زمین یا دیگر غیر منقولہ جائیداد پر کوئی حق، حق یا سود اس ایکٹ کے تحت پنچایت میں شامل نہیں ہے۔

(b) کسی ایسے معاملے کے سلسلے میں جس کا تعین کرنے کا اختیار کسی ریونیو عدالت، افسر یا اتھارٹی کو اس ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت دیا گیا ہے؛ یا

(c) اس ایکٹ کے تحت ایسا کرنے کے مجاز کسی ریونیو عدالت کے افسر یا اتھارٹی کے ذریعے کی گئی کسی کارروائی یا

معاملے کی قانونی حیثیت پر سوال اٹھانا۔

(a) اس دفعہ کا جائزہ، جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے، یہ ظاہر کرے گا کہ سول عدالت کا دائرہ اختیار ختم ہو گیا ہے: مندرجہ ذیل میں سے کسی بھی سوال پر غور کرنا یا فیصلہ کرنا: "(i) کوئی بھی زمین یا دیگر غیر منقولہ جائیداد یا ایسی زمین یا دیگر غیر منقولہ جائیداد میں کوئی حق، عنوان یا مفاد ایکٹ کے تحت پنچایت میں منتقل ہوتا ہے یا منتقل نہیں ہوتا۔ "(ii) کوئی زمین یا دیگر غیر منقولہ جائیداد شاملات دہ ہے یا نہیں۔ (b) کسی ایسے معاملے کے سلسلے میں جس کا تعین کرنے کا اختیار کسی ریونیو عدالت، افسر یا اتھارٹی کو اس ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت حاصل ہے، یا (c) قانون کے تحت کسی ریونیو عدالت، افسر یا اتھارٹی کے ذریعے کی گئی کسی کارروائی یا فیصلے کے معاملے کی قانونی حیثیت پر سوال اٹھانا۔ شق (بی) اور (سی)، جو اوپر بیان کی گئی ہیں، ہمارے مقصد کے لیے متعلقہ ہیں۔ کسی بھی معاملے کے سلسلے میں جسے کسی ریونیو عدالت، افسر یا اتھارٹی کو ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت اس مسئلے کا تعین کرنے کا اختیار حاصل ہے، اس معاملے کے سلسلے میں سول عدالت کا دائرہ اختیار متعین کیا جاتا ہے۔ اسی طرح، جہاں ایکٹ کسی بھی ریونیو عدالت، افسر یا اتھارٹی کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ کسی بھی کارروائی کی قانونی حیثیت کا فیصلہ کرے یا اس طرح کی عدالت یا اتھارٹی کے ذریعے طے شدہ معاملے کا فیصلہ کرے، اس طرح کے سوال پر سول عدالت کے ذریعے غور یا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ 13 (اے) (آئی) کے تحت آنے والے دعوے کے حوالے سے، یہ عدالت بابو رام اور دیگران بنام گرام سبھا بہاوی اور این آر۔ (1988) ضمیمہ ایس سی سی 485 نے فیصلہ دیا کہ سول عدالتوں کے دائرہ اختیار کو روک دیا گیا ہے۔

یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ شکایت میں دعوی کردہ بیانات اور راحت عدالت کے دائرہ اختیار کا تعین کرتے ہیں۔ ہم نے شکایت اور وہاں دعوی کی گئی راحت پر غور کیا ہے۔ جواب دہندہ نے مقدمے میں درج ذیل راحت کے لیے استدعا کی:

" کہ اس اثر کا اعلان کرنے کا حکم نامہ کہ شکایت کے پیراگراف نمبر 1 میں مذکور مقدمے کی زمین کے سلسلے میں یکم ستمبر 1997 کی نیلامی غیر قانونی، ناجائز، غیر موثر، جعلی، جعلی، کالعدم، منسوخ ہونے کے جوابدہ ہے اور مدنا کا گاؤں کے مدنا کا کے مدعیوں اور دیگر باشندوں کو دھوکہ دہی کے ذریعے کیے جانے پر پابند نہیں ہے، مدعیوں کے حق میں اور جواب دہندہ کے خلاف مقدمے کے اخراجات کے ساتھ منظور کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ اعلامیے کے نتیجے میں راحت کے طور پر، جواب دہندہ کو سبز درختوں کو کاٹنے اور دعوے کی زمین سے پڑے ہوئے سبز درختوں کو اٹھانے اور دعوے کی زمین میں کوئی تالاب کھودنے سے روکنے کے لیے حکم امتناعی دوامی کا حکم نامہ، مدعیوں کے حق میں اور جواب دہندہ کے خلاف یا کسی بھی دوسری راحت کے لیے جو فاضل عدالت مناسب سمجھے، مدعیوں کو بھی دیا جا سکتا ہے۔"

یاد رہے کہ نیلامی اور مقدمے کی پٹہ منظوری اور پنچایت کی طرف سے قانونی حیثیت کو قواعد کے قاعدے 6 کے ذیلی قوانین (2) اور (10) کی خلاف ورزی کے طور پر چیلنج کیا گیا ہے۔ اب یہ ہمیں اس سوال کی طرف لے جاتا ہے کہ کیا اس طرح کے تنازعات کا فیصلہ قانون کے تحت کسی ریونیو عدالت، افسر یا اتھارٹی کے ذریعے کیا جانا ضروری ہے۔

ہم ایکٹ کی دفعہ 10-اے کو دیکھ سکتے ہیں جو ہریانہ میں فرسٹ گریڈ کے اسسٹنٹ کلکٹر کے پنچایتوں میں

موجود زمین کی فروخت یا لیز وغیرہ کو منسوخ کرنے یا تبدیل کرنے کے پٹہ سے متعلق ہے جو کہ درج ذیل ہے:

"دفعہ 10-اے (جیسا کہ ہریانہ میں ہے) ہریانہ میں فرسٹ گریڈ کے اسسٹنٹ کلکٹر کا اختیار۔ پنچایتوں میں زمین کی منسوخی یا بہت زیادہ فروخت یا پٹہ وغیرہ کے لیے ووٹ دیا گیا-

(1) اس ایکٹ یا شملت قانون یا فی الحال نافذ کسی دوسرے قانون میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، ہریانہ میں فرسٹ گریڈ کا اسسٹنٹ کلکٹر اپنے دائرہ پٹہ کے علاقے میں کسی بھی پنچایت سے کسی بھی (ہریانہ پٹہ میں فروخت، پنچایت کے ذریعے اس میں شامل کسی بھی زمین کے سلسلے میں کیے گئے معاہدے کا معاہدہ، چاہے وہ (ہریانہ میں فروخت) پٹہ، معاہدہ یا معاہدہ پنجاب ولیج کامن لینڈ ریگولیشن ترمیم ایکٹ 1964 کے آغاز سے پہلے یا بعد میں کیا گیا ہو، کا ریکارڈ طلب کر سکتا ہے اور اس طرح کے ریکارڈ کی جانچ کر سکتا ہے تاکہ وہ خود کو قانونی حیثیت یا ملکیت کے بارے میں مطمئن کر سکے۔ اس طرح کی فروخت، پٹہ، معاہدہ یا معاہدے کی تفصیل۔

(2) جہاں، ذیلی دفعہ (1) کے تحت ریکارڈ کی جانچ پڑتال پر اور ایسی انکوائری کرنے کے بعد، اگر کوئی ہو، جو وہ مناسب سمجھے، ہریانہ میں فرسٹ گریڈ کا اسسٹنٹ کلکٹر مطمئن ہے کہ ایسی فروخت، پٹہ، معاہدہ یا معاہدہ-

(i) اس ایکٹ یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد کی کسی بھی شق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے داخل کیا گیا ہے؛ یا

(ii) دھوکہ دہی یا حقائق کو چھپانے کے نتیجے میں درج کیا گیا ہے: یا

(iii) پنچایت کے مفادات کے لیے نقصان دہ ہے جیسا کہ مقرر کیا گیا ہے:

فرسٹ گریڈ کا اسسٹنٹ کلکٹر، مذکورہ بالا کسی بھی چیز کے باوجود، فروخت، پٹہ، معاہدہ یا معاہدہ منسوخ کر سکتا ہے یا اس کی شرائط کو غیر مشروط طور پر تبدیل کر سکتا ہے یا ایسی شرائط کے تابع کر سکتا ہے جو وہ مناسب سمجھے:

بشرطیکہ اس ذیلی دفعہ کے تحت کوئی حکم فرسٹ گریڈ کے اسسٹنٹ کلکٹر کے ذریعے فروخت، پٹہ، معاہدہ یا معاہدے کے فریقین کو سننے کا موقع فراہم کیے بغیر منظور نہیں کیا جائے گا۔

اوپر نکالی گئی دفعہ 10-اے کے سادہ پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ فرسٹ گریڈ کے اسسٹنٹ کلکٹر کو پٹہ حاصل ہے کہ وہ پنچایت کی طرف سے کسی بھی ایسی زمین کے سلسلے میں کی گئی کسی بھی فروخت، پٹہ، معاہدے یا معاہدے کا ریکارڈ طلب کرے جو اس میں شامل ہے یا اس میں شامل سمجھا جاتا ہے (چاہے وہ فروخت، پٹہ، معاہدہ یا معاہدہ ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا بعد میں کیا گیا ہو) اور اس طرح کے ریکارڈ کی جانچ پڑتال کرے تاکہ وہ خود کو مطمئن کر سکے کہ اس طرح کی فروخت، لیز، معاہدے یا معاہدے کی قانونی حیثیت یا ملکیت جو ایکٹ کی کسی بھی دفعات یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کی گئی ہے یا کیا گیا ہے۔ دھوکہ دہی یا حقائق کو چھپانے کے نتیجے میں درج کیا گیا یا پنچایت کے مفادات کے لیے نقصان دہ ہے جیسا کہ مقرر کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا کسی بھی چیز کے باوجود، فرسٹ گریڈ کا اسسٹنٹ کلکٹر فروخت، پٹہ، معاہدہ یا معاہدہ منسوخ کر سکتا ہے یا اس کی شرائط کو غیر مشروط طور پر تبدیل کر سکتا ہے یا ایسی شرائط کے تابع کر سکتا ہے جو وہ مناسب سمجھے۔ ذیلی دفعہ (2) میں منسلک شق فرسٹ گریڈ کے اسسٹنٹ کلکٹر کو پابند کرتی ہے کہ وہ ذیلی دفعہ (2) کے تحت حکم دینے سے پہلے فروخت، پٹہ، معاہدہ یا معاہدے کے فریقین کو سننے

کا موقع فقرہ کرے۔ دفعہ 10-اے کی ذیلی دفعہ (1) اور (2) کو مشترکہ طور پر پڑھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کوئی بھی معاملہ جو ایکٹ یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد کی دفعات کی خلاف ورزی کا مسئلہ اٹھاتا ہے جس میں دھوکہ دہی یا حقائق کو چھپانے یا یہاں تک کہ پنچایت کے مفادات کو نقصان پہنچانے کے نتیجے میں پٹہ پر دینے کا سوال بھی شامل ہے، اس کا فیصلہ فرسٹ گریڈ کے اسسٹنٹ کلکٹر کے ذریعے کیا جانا ضروری ہے۔ مذکورہ بالا ایکٹ کے دفعہ 13 کی دفعات کے پیش نظر، اس طرح کے سوالات کا فیصلہ کرنے کے لیے سول عدالت کا دائرہ اختیار واضح طور پر ممنوع ہے۔ ہم یہ بھی شامل کر سکتے ہیں کہ حقائق پر اور مقدمہ کے حالات میں متنازعہ پٹہ گرانٹ کو غیر قانونی قرار دیا جا سکتا ہے لیکن اسے کالعدم نہیں کہا جا سکتا۔

اس کے بعد عدالت عالیہ نے پہلی اپیلیٹ عدالت کے اس حکم کو برقرار رکھتے ہوئے غلطی کی کہ سول عدالت کو مقدمے میں مذکورہ سوالات پر غور کرنے اور فیصلہ سنانے کا دائرہ اختیار حاصل ہے۔ لہذا، پہلی اپیلٹ عدالت کے فیصلے اور حکم کی تصدیق کرنے والے عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور ٹرائل کورٹ کے فیصلے اور حکم کو بحال کیا جاتا ہے۔ تاہم، ہم یہ شامل کرنے میں جلدی کرتے ہیں کہ یہ فیصلہ جواب دہندہ گان کو مذکورہ ایکٹ کے تحت متعلقہ اتھارٹی سے ازالہ طلب کرنے سے نہیں روکتا ہے۔ اس کے مطابق اپیل کی اجازت ہے۔ حقائق اور کیس کے حالات پر۔ ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں دیتے۔

این جے۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:22
I am the author of this document